فتاویٰ امن پوری (قسط ۱۲۰)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: اگر بلی برتن میں منہ ڈال دے، تو کیا حکم ہے؟

جواب: بلی برتن میں منہ ڈال دے، تو کوئی حرج نہیں، اس سے برتن یا برتن میں موجود کھانے پینے کی شے ناپاک نہیں ہوتی، دل مانے، تو اسے استعمال کیا جاسکتا ہے۔

❀ کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کی بیٹی اور ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کی بہو، کبشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

''ابوقتادہ رضی اللہ عنہ ان کے پاس آئے، تو انہوں نے انہیں وضو کے لیے پانی ڈال کر دیا۔ بلی آئی اور پینے لگی۔ انہوں نے اس کی طرف برتن جھکا دیا حتی کہ اس نے سیر ہو کر پی لیا، کبشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: آپ نے مجھے دیکھ کر کہ میں انہیں دیکھ رہی ہوں فرمایا: اے بھتیجی! کیا آپ تعجب کر رہی ہیں؟ میں نے کہا: جی ہاں! فرمایا: بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: یہ (بلی) پلید نہیں ہے، کیوں کہ یہ تم پر گھومنے پھرنے والے مرد یا عورتوں میں سے ہے۔''

(موطأ الإمام مالك : 23,22/1، مسند الإمام أحمد : 5/303-309، سنن أبي داوٗد : 75، سنن النّسائي : 68، سنن التّرمذي : 92، سنن ابن ماجه : 367، وسندہٗ صحیحٌ)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ''حسن صحیح''، امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (۱۰۴)، امام ابن حبان رحمہ اللہ (۱۲۹۹)، امام ابن الجارود رحمہ اللہ (۶۰) اور امام حاکم رحمہ اللہ (۱/۱۶۰) نے ''صحیح'' کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

(سوال): آئسہ عورت کی عدت کیا ہے؟

(جواب): آئسہ اس عورت کو کہتے ہیں، جس کو کبرِ سنی کی وجہ سے حیض آنا بند ہو جائے، اس کی عدت طلاق تین ماہ ہے۔

❀ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاللَّائِي يَئِسْنَ مِنَ الْمَحِيْضِ مِنْ نِّسَائِكُمْ إِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلَاثَةُ أَشْهُرٍ وَّاللَّائِي لَمْ يَحِضْنَ وَأُولَاتُ الْأَحْمَالِ أَجَلُهُنَّ أَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ﴾(الطّلاق: ٤).

''وہ طلاق یافتہ عورتیں جو ماہواری سے ناامید ہو چکی ہوں، شک کی صورت میں ان کی عدت تین ماہ ہے، جن کی ماہواری ابھی شروع ہی نہیں ہوئی، ان کی عدت بھی تین ماہ ہے اور حاملہ کی عدت وضع حمل ہے۔''

❀ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) فرماتے ہیں:

''یہاں اللہ تعالیٰ نے ان عمر رسیدہ عورتوں کی عدت بیان کی ہے، جن کی ماہواری بڑھاپے کی وجہ سے ختم ہو گئی ہو، ان کی عدت تین ماہ ہے۔ ان کی تین ماہ عدت تین ماہواریوں کے عوض میں ہے، سورت بقرہ کی آیت کریمہ اس پر دلیل ہے۔ اسی طرح وہ بچیاں، جنہیں ابھی ماہواری شروع نہ ہوئی ہو، ان کی عدت بھی بوڑھی عورتوں کی طرح تین مہینے ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَاللَّائِي لَمْ يَحِضْنَ﴾ ''جن بچیوں کو ابھی ماہواری شروع نہ ہوئی ہو۔''

(تفسیر ابن کثیر: 149/8)

آئسہ کا شوہر فوت ہو جائے، تو وہ عام عورتوں کی طرح چار ماہ دس دن ہی عدت

وفات شوہر میں گزارے گی۔

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَّعَشْرًا فَإِذَا بَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا فَعَلْنَ فِي أَنْفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ﴾(البقرة : ٢٣٤)

''تم میں جو وفات پا جائیں اور بیویاں چھوڑ جائیں، تو وہ عورتیں چار ماہ دس تک عدت میں رہیں، جب وہ مقررہ مدت مکمل کر لیں، تو وہ عمدگی کے ساتھ جو کریں، اس میں تم پر کوئی حرج نہیں اور اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے بخوبی واقف ہے۔''

اس عدت کو مطلق بیان کیا گیا ہے، اس میں آئسہ بھی داخل ہے۔

(سوال): قرآن کریم کی سب سے طویل آیت کون سی ہے؟

(جواب): قرآن کریم میں سب سے طویل آیت سورت بقرہ کی آیت نمبر ۲۸۲ ہے، جسے آیت دین بھی کہتے ہیں۔

(سوال): قرآن کریم کی سب سے افضل آیت کون سی ہے؟

(جواب): پورا قرآن افضل ہے، مگر اس میں سب سے افضل آیت الکرسی ہے، جو سورت بقرہ میں ۲۵۵ نمبر پر موجود ہے۔

❁ سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

يَا أَبَا الْمُنْذِرِ، أَتَدْرِي أَيُّ آيَةٍ مِّنْ كِتَابِ اللّٰهِ مَعَكَ أَعْظَمُ؟ قَالَ: قُلْتُ: اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: يَا أَبَا الْمُنْذِرِ أَتَدْرِي أَيُّ آيَةٍ

مِّنْ كِتَابِ اللّٰهِ مَعَكَ أَعْظَمُ؟ قَالَ : قُلْتُ : ﴿اَللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْم﴾ (البقرة : 255) قَالَ : فَضَرَبَ فِي صَدْرِي، وَقَالَ : وَاللّٰهِ لِيَهْنِكَ الْعِلْمُ أَبَا الْمُنْذِرِ .

''ابومنذر! کیا آپ جانتے ہیں کہ کتاب اللہ کی کس آیت کی فضیلت سب سے زیادہ ہے؟ عرض کیا: اللہ اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں، فرمایا: ابومنذر! جانتے ہیں کہ کتاب اللہ کی کس آیت کی فضیلت سب سے زیادہ ہے؟ عرض کیا: آیۃ الکرسی ہے، آپ ﷺ نے میرے سینے پر ہاتھ مارا (حوصلہ افزائی مطلوب تھی) اور فرمایا: اللہ کی قسم! ابومنذر! آپ کو علم مبارک ہو۔''

(صحيح مسلم : 810)

سوال: کیا ایک آیت کی تلاوت کرنے پر بھی قرأت قرآن کا اطلاق ہوتا ہے؟

جواب: جی ہاں۔ ایک آیت کی تلاوت بھی قرأت ہے۔

سوال: کیا جنبی اور حائضہ ایک آدھ آیت تلاوت کر سکتے ہیں؟

جواب: جنبی اور حائضہ قرآن کریم کی تلاوت نہیں کر سکتے، البتہ کبھی کبھار ایک دو آیات پڑھ لے، تو گنجائش ہے، البتہ نہ پڑھنا بہتر ہے۔

❁ معروف فقیہ، محمد بن علی باقر رحمہ اللہ کے بارے میں ہے؛

إِنَّهٗ كَانَ لَا يَرٰى بَأْسًا أَنْ يَّقْرَأَ الْجُنُبُ الْآيَةَ وَالْآيَتَيْنِ .

''وہ جنبی کے لیے ایک دو آیات پڑھنے میں حرج نہیں جانتے تھے۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 102/1، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ ابواسحاق، عمرو بن عبداللہ، سبیعی، رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

سَأَلْتُ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ : تَقْرَأُ الْحَائِضُ وَالْجُنُبُ ؟ قَالَ : الْآيَةَ وَالْآيَتَيْنِ .

''میں نے سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے پوچھا کہ کیا حائضہ اور جنبی قرآن پڑھ سکتے ہیں؟ تو فرمایا: ایک دو آیات پڑھ سکتے ہیں۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 102/1، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ **امام عطا بن ابی رباح رحمہ اللہ سے پوچھا گیا؛ کیا حائضہ قرآن کی تلاوت کر سکتی ہے؟ تو فرمایا:**

لَا ، إِلَّا طَرَفَ الْآيَةِ .

''نہیں، البتہ آیت کا کوئی ٹکڑا پڑھ سکتی ہے۔''

(سنن الدارمي : 1039، وسندهٗ صحيحٌ)

سوال: کیا جنبی اور حائضہ قرآن کریم کو چھو سکتے ہیں؟

جواب: نہیں۔

سوال: سورت حج میں کتنے سجدے ہیں؟

جواب: سورت حج میں دو سجدے ہیں۔

❀ **سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی، کیا سورۂ حج میں دو سجدے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں، سورۂ حج میں دو سجدے ہیں، جس نے یہ دو سجدے نہ کیے، اس نے ان دونوں آیات کو نہیں پڑھا یا وہ ان دونوں آیات کو نہ پڑھے۔**

(سنن أبي داوٗد : ١٤٠٢، سنن التّرمذي : ٥٧٨، مسند أحمد : ١٥١/٤، ١٥٥، وسندهٗ حسن)

❁ ثعلبہ بن عبداللہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ نماز پڑھی، آپ نے سورۂ حج کی قراءت کی، اس میں دو سجدے کیے۔

(مصنف ابن أبي شيبة : ١١/٢، شرح معاني الآثار للطّحاوي : ٣٦٢/١، وسندهٗ صحيح)

❁ عبداللہ بن دینار رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا، آپ نے سورۂ حج میں دو سجدے کیے۔

(مؤطأ الإمام مالك : ٢٠٦/١، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ سورۂ حج میں دو سجدے ہیں۔

(السنن الكبرٰى للبيهقي : ٣١٨/٢، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ نے سورۂ حج میں دو سجدے کیے۔

(مصنف ابن أبي شيبة : ١١/٢، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے سورۂ حج کے آخری سجدہ کی تلاوت کی اور منبر سے اتر کر سجدہ کیا۔

(مصنف ابن أبي شيبة : ١٨/٢، وسندهٗ صحيحٌ)

امام شافعی (الام : ١٣٨/١)، امام احمد بن حنبل (مسائل احمد واسحاق : ٩١/١)، امام اسحاق بن راہویہ (جامع ترمذی تحت حدیث : ٥٧٨)، امام عبداللہ بن مبارک (جامع ترمذی تحت حدیث: ٥٧٨) اور امام ابن منذر رحمہم اللہ (الاوسط لابن المنذر: ٢٦٧/٥) سورۂ حج میں دو سجدوں کے قائل ہیں۔

سوال: قرآن کریم میں کل کتنے سجدے ہیں؟

جواب: صحیح احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ قرآن کریم میں کل پندرہ سجدے ہیں۔

سوال: آیت الکرسی کی کیا فضیلت ہے؟

(جواب) آیۃ الکرسی قرآن مقدس کی افضل ترین آیت ہے، پچاس کلمات، ایک سو اسی (180) حروف اور دس (10) جملوں پر مشتمل ہے۔ ابتدا لفظ ''اللہ'' سے کی گئی ہے اوراس میں توحید کے گیارہ (11) دلائل، پانچ (5) اسمائے حسنٰی اور چھبیس (26) صفات باری تعالیٰ کا ثبوت ہے، اللہ کی کرسی کا ذکر ہے، اسی لئے آیۃ الکرسی کہلاتی ہے۔:اس کے بےشمار فضائل ہیں۔ یہ قرآن کی سب سے افضل آیت ہے۔(صحیح مسلم:۸۱۰)

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''وہ صدقے کی کھجوروں پر نگران تھے، انہوں نے کھجوروں کے ڈھیر پر ہاتھ کے نشان دیکھے گویا کسی نے وہاں سے کچھ اٹھایا ہو۔اس واقعہ کا ذکر نبی کریم ﷺ سے کیا تو آپ نے فرمایا: چور کو پکڑنے کے لئے یہ وظیفہ پڑھیں۔ سُبْحَانَ مَنْ سَخَّرَكَ لِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ''پاک ہے وہ ذات جس نے تجھے محمد ﷺ کے لئے مسخر کیا۔'' سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے یہ وظیفہ پڑھا، تو ایک جن نظر آیا۔ میں نے کہا: تجھے نبی کریم ﷺ کے حضور پیش کرتا ہوں، کہنے لگا، میں غریب ہوں، گھر والوں کے لئے کچھ لیا ہے، معافی چاہتا ہوں آئندہ نہیں آؤں گا، لیکن وہ دوبارہ آ گیا، نبی کریم ﷺ سے ذکر کیا، تو آپ نے وہی دعا بتلائی، میں نے پڑھی، جن پھر سامنے آ گیا، اسے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پیش کرنے کا ارادہ تھا، مگر اس نے آئندہ نہ آنے کا وعدہ کیا۔ میں نے پھر چھوڑ دیا۔ وہ دوبارہ آ گیا، نبی کریم ﷺ سے اس کا ذکر کیا، تو آپ نے فرمایا: اسے پکڑنے کے لئے وہی دعا پڑھیں۔ ودبارہ وہ دعا پڑھی، تو جن دوبارہ قابو آ گیا، میں نے کہا: تو نے وعدہ خلافی کی ہے، اب تو ضرور تجھے نبی ﷺ پاس لے جاوں گا۔ کہنے لگا: مجھے چھوڑ دیجئے،

آپ کو چند کلمات سکھاتا ہوں، جب آپ انہیں پڑھیں گے تو کوئی مذکر یا مونث جن آپ کے قریب نہیں پھٹکے گا، پوچھا: کون سے کلمات؟، کہا: ہر صبح وشام آیۃ الکرسی پڑھا کریں۔ میں نے اسے رہا کر دیا اور نبی کریم ﷺ کو یہ قصہ سنایا۔ فرمایا: کیا آپ جانتے نہیں؟ یقیناً بات ایسے ہی ہے۔''

(فضائل القرآن للنّسائي : 42، وسندهٗ حسنٌ)

❁ مسند عبد بن حمید (178، وسندہٗ صحیح) میں الفاظ ہیں:

وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ إِنَّ لِهٰذِهِ الْآيَةِ لَلِسَانًا وَّشَفَتَيْنِ تُقَدِّسُ الْمَلِكَ عِنْدَ سَاقِ الْعَرْشِ .

''اس ذات کی قسم، جس کے ہاتھ میں (ﷺ) محمد کی جان ہے! آیۃ الکرسی کی ایک زبان اور دو ہونٹ ہوں گے، جو اپنے پڑھنے والے کے حق میں عرش الٰہی کے پائے کے پاس اللہ تعالیٰ کی تقدیس بیان کرے گی۔''

❁ سیدنا ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ قَرَأَ آيَةَ الْكُرْسِيِّ دُبُرَ كُلِّ صَلَاةٍ مَكْتُوبَةٍ لَمْ يَمْنَعْهُ مِنْ دُخُوْلِ الْجَنَّةِ، إِلَّا الْمَوْتُ .

''ہر فرض نماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھنے والے کو جنت جانے سے کوئی چیز نہیں روک سکتی، سوائے موت کے۔''

(السّنن الكبرىٰ للنّسائي : 9928؛ عمل اليوم والليلة للنّسائي : 100؛ المُعجم الكبير للطّبراني : 134/8؛ كتاب الصّلاة لابن حبّان كما في اتّحاف المَهرة لابن حَجَر : 259/6؛ ح : 6480؛ وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ابن حبان رحمہ اللہ اور حافظ منذری رحمہ اللہ نے ''صحیح'' کہا ہے۔
حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۱/ ۳۰۷) حافظ سیوطی رحمہ اللہ (التعقبات علی الموضوعات: ۸) نے امام بخاری رحمہ اللہ کی شرط پر ''صحیح'' کہا ہے۔ حافظ وائلی رحمہ اللہ نے ''حسن'' کہا ہے۔ (کما فی التذکرۃ للقرطبی: ۲۴)، حافظ ضیاء مقدسی رحمہ اللہ (نتائج الافکار: ۲/ ۲۷۸۔۲۷۹)، حافظ ابن الہادی رحمہ اللہ اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (النکت علی ابن الصلاح: ۲/ ۴۷۹) نے ''صحیح'' کہا ہے۔

❁ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

مَا مِنْ سَمَاءٍ وَلَا أَرْضٍ وَلَا سَهْلٍ وَلَا جَبَلٍ أَعْظَمُ مِنْ آيَةِ الْكُرْسِيِّ.

''آسمان وزمین، میدان وصحرا اور پہاڑ آیت الکرسی سے بڑے نہیں ہیں۔''

(الأسماء والصّفات للبيهقي : 633، وسندهٗ حسنٌ)

(سوال): کیا باپ ہونا باعث فضیلت ہے؟

(جواب): یقیناً باپ با فضیلت رشتہ ہے، اس کے حقوق بھی ہیں اور فرائض بھی۔ اسلام نے ماں کے بعد سب سے زیادہ مقام باپ کو دیا ہے۔ دونوں سے حسن سلوک کی تلقین کی ہے۔

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا: اللہ کے رسول! لوگوں میں سے میرے عمدہ برتاؤ کا سب سے زیادہ حق دار کون ہے؟ فرمایا: آپ کی ماں، پوچھا: پھر کون؟ فرمایا: آپ کی ماں، پوچھا: پھر کون؟ فرمایا: آپ کی ماں، پوچھا: پھر کون؟ فرمایا: پھر آپ کے والد گرامی۔''

(صحيح البخاري :5971، صحيح مسلم : 2548)

❁ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

رِضَى الرَّبِّ فِي رِضَى الْوَالِدِ، وَسَخَطُ الرَّبِّ فِي سَخَطِ الْوَالِدِ .

''اللہ کی رضا والد کی رضا میں اور اللہ کی ناراضی والد کی ناراضی میں ہے۔''

(سنن التّرمذي : 1899، وسندهٗ حسنٌ)

❁ **سیدنا کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''منبر لائیں۔ ہم منبر لائے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی سیڑھی پر قدم رکھا، تو آمین کہا۔ دوسری سیڑھی پر پہنچے، تو آمین کہا۔ جب تیسری سیڑھی پر چڑھے، تو پھر آمین کہا۔ نیچے تشریف لائے، تو ہم نے عرض کیا: اللہ کے رسول! آج ہم نے آپ سے خلاف معمول بات سنی، فرمایا: جبریل علیہ السلام میرے پاس آئے اور کہنے لگے: اس کے لیے ہلاکت ہو، جو رمضان پائے، لیکن اس کی مغفرت نہ ہو سکے۔ میں نے آمین کہہ دیا۔ دوسری سیڑھی پر پہنچا، تو جبریل علیہ السلام نے کہا: وہ بھی ہلاک ہو، جس کے پاس آپ کا تذکرہ ہو، لیکن وہ آپ پر درود نہ پڑھے۔ میں نے آمین کہا۔ تیسری پر چڑھا، تو جبریل علیہ السلام نے کہا: وہ بھی ہلاک ہو، جس کے پاس اس کے ماں باپ، دونوں یا ایک بوڑھا ہو اور وہ اس کے جنت میں داخلے کا سبب نہ بن سکیں۔ میں نے پھر آمین کہہ دیا۔''**

(المستدرك على الصّحيحين للحاكم : 153/4، وسندهٗ حسنٌ)

امام حاکم رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ''صحیح الاسناد'' اور حافظ ذہبی نے ''صحیح'' کہا ہے۔

❁ **سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:**

إِنَّ أَبَرَّ الْبِرِّ صِلَةُ الْوَلَدِ أَهْلَ وُدِّ أَبِيهِ .

''سب سے بڑی نیکی والد کے حب داروں سے تعلق رکھنا ہے۔''

(صحيح مسلم : 2552)

سوال: کیا باپ اپنے بیٹے سے ہبہ شدہ چیز واپس لے سکتا ہے؟

جواب: کسی کے لیے ہبہ شدہ چیز واپس لینا جائز نہیں، اس پر سخت وعید ہے، سوائے والد کے، وہ اپنی اولاد سے ہبہ شدہ چیز واپس لے سکتا ہے، اس پر کوئی گناہ نہیں۔

❀ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا::

''کسی کے لیے جائز نہیں کہ وہ کسی کو تحفہ دے کر اس سے واپس لے لے، بجز والد کے، جو وہ اپنے بیٹے کو دیتا ہے۔ جو تحفہ دے کر واپس لیتا ہے، اس کی مثال کتے جیسی ہے، جو کھاتا ہے، جب سیر ہو جاتا ہے، تو قے کرتا ہے، پھر اسے چاٹ لیتا ہے۔''

(مسند الإمام أحمد : 78,27/2، سنن أبي داوٗد : 3539، سنن النّسائي : 3720، سنن التّرمذي : 2132، سنن ابن ماجه : 2377، وسندہٗ صحیحٌ)

اسے امام ترمذی رحمہ اللہ نے ''حسن صحیح''، امام ابن الجارود رحمہ اللہ (۹۹۴) نے ''صحیح''، امام حاکم رحمہ اللہ (۴٦/۲) نے ''صحیح الاسناد'' اور حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ''صحیح'' کہا ہے۔

سوال: اگر والد اپنے بیٹے کو قتل کر دے، تو کیا اسے قصاصاً قتل کیا جائے گا؟

جواب: والد اپنے بیٹے کو قتل کر دے، تو اسے قصاصاً قتل کیا جائے گا یا نہیں، اس بارے میں کوئی خاص دلیل ثابت نہیں، جن روایات میں یہ ذکر ہے کہ باپ کو بیٹے کے بدلے قصاصاً قتل نہیں کیا جائے گا، وہ ثابت نہیں ہیں، واللہ اعلم!

سوال: رضاعی باپ کا کیا حکم ہے؟

(جواب): اگر کسی نے کسی عورت کا دودھ پیا، تو وہ اس کی رضاعی ماں بن گئی اور اس کا خاوند اس کا رضاعی باپ بن گیا۔ اب دودھ پینے والی کا اپنا یا اس کی اولاد کا اس کے رضاعی باپ سے نکاح نہیں ہوسکتا، کیونکہ جو رشتے نسب سے حرام ہوتے ہیں، وہ رضاعت سے بھی حرام ہوتے ہیں۔

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ الرَّضَاعَةَ تُحَرِّمُ مَا تُحَرِّمُ الْوِلَادَةُ .

''رضاعت بھی ان رشتوں کو حرام کر دیتی ہے، جنہیں ولادت (نسب) حرام کرتی ہے۔''

(صحيح البخاري : 2646، صحيح مسلم : 1444)

(سوال): سوتیلے باپ سے نکاح کا کیا حکم ہے؟

(جواب): جس کی بیوہ یا مطلقہ ماں کسی شخص سے نکاح کرلے، تو وہ شخص سوتیلا باپ بن جاتا ہے اور اس کی بیوی کی بیٹیاں اس کی ''ربائب'' (زیرِ پرورش) بن جاتی ہیں، بیوی سے خلوت اختیار کرلی، تو اس کی سابقہ اولاد سے نکاح حرام ہوجاتا ہے۔

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَرَبَائِبُكُمُ اللَّاتِي فِي حُجُورِكُمْ مِنْ نِسَائِكُمُ اللَّاتِي دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَإِنْ لَّمْ تَكُونُوا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ﴾(النّساء : ٢٣)

''تمہاری پرورش میں موجود وہ لڑکیاں (بھی تم پر حرام ہیں)، جو تمہاری ان بیویوں (کی سابقہ شوہروں) سے ہیں، جن سے تم دخول کر چکے ہو۔ اگر تم نے ان سے دخول نہیں کیا، تو تم پر کوئی حرج نہیں (کہ تم اپنی بیویوں کی سابقہ

لڑکیوں سے نکاح کرلو)۔''

(سوال): اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ اشیا کو حلال کرنے والوں اور اللہ کی حلال کردہ اشیا کو حرام کرنے والوں کی پیروی کرنے والے کا کیا حکم ہے؟

(جواب): کسی چیز کی حلت وحرمت کا حکم دینا شریعت کا وظیفہ ہے، جانتے بوجھتے اللہ تعالیٰ کی حلال کردہ چیز کو حرام کرنا یا حرام کردہ کو حلال کرنا شرک وکفر ہے۔ یہ یہود کا طرز عمل ہے۔

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿اِتَّخَذُوا أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ أَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾(التوبة: ٣١)

''انہوں نے اپنے علما اور راہبوں کو اللہ کے علاوہ رب بنالیا تھا۔''

❁ اس آیت کی تفسیر میں شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

''ان لوگوں نے اللہ کی حرام کردہ چیزوں کو حلال اور حلال کردہ چیزوں کو حرام کرتے ہوئے اپنے علما وصوفیا کو جو''رب'' بنایا تھا، وہ دوطرح سے ہوسکتا ہے؛ ایک تو یہ کہ انہیں معلوم تھا کہ ان کے علما وصوفیا نے اللہ کے دین کو بدلا ہے، پھر بھی وہ ان کی پیروی کرتے رہے، چنانچہ اپنے بڑوں کی پیروی میں انہوں نے بھی اللہ کے رسولوں کے دین کے خلاف اعتقاد بنالیا، حالانکہ انہیں سب کچھ معلوم تھا، یہ کفر ہے اور اللہ ورسول نے اسے شرک بھی قرار دیا ہے، اگر چہ وہ اپنے علما وصوفیا کے لیے نماز نہ پڑھتے تھے، نہ ان کے سامنے سجدہ کرتے تھے، لہٰذا جو کوئی بھی کسی کی خلاف دین بات جانتے بوجھتے مانے اور اسی پر اپنا اعتقاد رکھے، ان کی طرح مشرک ہوگا۔ دوسرے یہ کہ اللہ کی حلال کردہ چیزوں کو حرام

کرنے اورحرام کردہ چیزوں کوحلال قرار دینے کے بارے میں ان کا اعتقاد درست تھا،لیکن پھر بھی گناہ میں انہوں نے علما وصوفیا کی پیروی کر لی، جس طرح ایک مسلمان گناہ سمجھتے ہوئے بھی کر لیتا ہے،تو اس صورت میں ان کا حکم ان جیسے دوسرے گناہ گاروں جیسا ہوگا(وہ مشرک قرار نہیں پائیں گے)۔''

(مَجموع الفتاوٰی : 70/7)

۞ نیز لکھتے ہیں:

''جو شخص رسول کے علاوہ کسی ہستی کی اطاعت اپنے اوپر واجب کر لیتا ہے،اس کے ہر حکم اور ہر ممانعت پر اس کی بات مانتا ہے،خواہ وہ اللہ ورسول کے حکم کے مخالف ہی کیوں نہ ہو،اس نے اسے اللہ کا شریک بنا لیا ہے۔...... یہ وہ شرک ہے، جس کا تذکرہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اس فرمان میں کیا: ﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَتَّخِذُ مِنْ دُونِ اللّٰهِ أَنْدَادًا يُحِبُّونَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِّلَّهِ﴾(البقرة : ١٦٥)''لوگوں میں سے بعض ایسے ہیں، جو اللہ کے شریک ٹھہراتے ہیں، ان سے ایسے محبت کرتے ہیں جیسے اللہ سے کرنی چاہیے،حالانکہ اہل ایمان اللہ کی محبت میں شدید ہوتے ہیں۔''

(مَجموع الفتاوٰی : 267/10)

۞ شیخ محمد امین شنقیطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اللہ کی شریعت کے خلاف احکامات جاری کرنے والے لوگوں کے متبعین یقیناً مشرک ہیں، یہ بات واضح طور پر دوسری آیات میں مذکور ہے، جیسے مردار کو اللہ کا ذبیحہ کہہ کر حلال قرار دینے پر شیطان کے حکم کی پیروی کرنے والوں کے

بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَلَا تَأْكُلُوا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَإِنَّهٗ لَفِسْقٌ، وَإِنَّ الشَّيَاطِينَ لَيُوحُونَ إِلٰى أَوْلِيَائِهِمْ لِيُجَادِلُوكُمْ وَإِنْ أَطَعْتُمُوهُمْ إِنَّكُمْ لَمُشْرِكُونَ﴾(الأنعام : ١٢١) ''تم وہ (ذبیحہ) نہ کھاؤ، جس پر اللہ کا نام نہیں لیا گیا، یہ (مردار کھانا) فسق ہے، شیاطین اپنے حواریوں کو القا کرتے ہیں، تاکہ وہ تم سے مباحثہ کریں، اگر تم نے ان کی پیروی کر لی، تو مشرک ہو جاؤ گے۔'' اس آیت میں صراحت ہے کہ ان کی پیروی سے وہ مشرک ہو جائیں گے، یہ اطاعت میں شرک ہے اور اللہ کے دین کے خلاف کسی کا قانون وضابطہ تسلیم کر لینا ہی شیطان کی عبادت ہے، اس سے اللہ تعالیٰ نے یوں منع فرمایا: ﴿أَلَمْ أَعْهَدْ إِلَيْكُمْ يَابَنِي آدَمَ أَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّيْطَانَ إِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ، وَأَنِ اعْبُدُونِي هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيمٌ﴾(یٰس : ٦٠۔٦١) ''اولاد آدم! کیا میں نے تم سے وعدہ نہیں لیا تھا کہ تم شیطان کی پیروی نہ کرو گے، وہ تو تمہارا کھلا دشمن ہے، نیز میری پیروی کرو، یہی سیدھا راستہ ہے۔''

(أضوأ البَيان : 83/4)

سوال: مسواک کی کیا فضیلت ہے؟

جواب: مسواک فطرت ہے، یہ منہ کی صفائی اور رب تعالیٰ کی رضا وخوشنودی کا باعث ہے۔ نبی کریم ﷺ مسواک خود بھی کرتے اور امت کو بھی تلقین کرتے۔

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''دس خصائل فطرت ہیں؛ (۱) مونچھیں کاٹنا، (۲) داڑھی بڑھانا، (۳)

مسواک کرنا، (۴) وضو کرتے وقت ناک میں پانی چڑھانا، (۵) ناخن کاٹنا، (۶) انگلیوں کے جوڑ دھونا، (۷) بغلوں کے بال نوچنا، (۸) زیر ناف بال مونڈنا، (۹) استنجا کرنا۔ دسویں چیز راوی (مصعب) بھول گئے ہیں، کہتے ہیں: شاید وہ کلی ہو۔'' (صحيح مسلم: 261)

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلٰى أُمَّتِي لَأَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ .

''اگر میں اپنی امت پر مشقت نہ سمجھتا، تو انہیں مسواک کرنے کا حکم دیتا۔''

(صحيح البخاري: 7240)

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلٰى أُمَّتِي لَأَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ مَعَ كُلِّ وُضُوءٍ .

''اگر میں اپنی امت کے لیے دشواری نہ سمجھتا، تو انہیں ہر وضو کے ساتھ مسواک کرنے کا حکم دیتا۔''

(مسند الإمام أحمد: 460/2، 517، السّنن الكبرىٰ للنّسائي: 3031، شرح معاني الآثار للطّحاوي: 43/1، صحيحٌ)

اس حدیث کو امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (۱۴۰) اور امام ابن الجارود رحمہ اللہ (۶۳) نے ''صحیح'' کہا ہے۔

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

كُنَّا نُعِدُّ لَهٗ سِوَاكَهٗ وَطَهُورَهٗ، فَيَبْعَثُهُ اللّٰهُ مَا شَاءَ أَنْ يَّبْعَثَهٗ مِنَ اللَّيْلِ، فَيَتَسَوَّكُ، وَيَتَوَضَّأُ .

''ہم آپ ﷺ کے لیے مسواک اور وضو کا پانی تیار رکھتیں۔ رات کو جب اللہ کے امر سے بیدار ہوتے تو مسواک کر کے وضو کرتے۔''

(صحیح مسلم : 139/746)

❁ سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں :

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ، يَشُوصُ فَاهُ .

''نبی کریم ﷺ قیام اللیل کے لئے اٹھتے تو مسواک کرتے۔''

(صحیح البخاري : 889؛ صحیح مسلم : 46/255)

سوال : کیا دین میں آسانی ہے؟

جواب : ایک بات یاد رکھنی چاہیے کہ دین میں آسانی ہے، آسانی میں دین نہیں۔ بعض لوگ شریعت کے واضح حکم کو چھوڑ کر اس سے بھی آسان راستہ اختیار کرتے ہیں اور اسے دین بنا دیتے ہیں، یہ واضح الحاد ہے۔ دین کے آسان ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس کے احکام پر عمل کرنا آسان ہے، یہ راہبوں کے دین کی طرح ناممکن یا محال نہیں، بلکہ اس پر ہر شخص عمل کر سکتا ہے، لہٰذا دین میں آسانی کہاں تک ہے، وہ بھی شریعت ہی طے کرے گی۔ البتہ جس مسئلہ میں شریعت نے کوئی حکم جاری نہیں کیا، اس میں شریعت کی روشنی میں آسان راستہ اختیار کرنا بہتر ہے، نبی کریم ﷺ کو بھی جب دو کاموں میں سے ایک کو اختیار کرنے کا کہا جاتا، تو آسان تر کو اختیار کرتے تھے۔

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿يُرِيدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ﴾(البقرة : ١٨٥)

''اللہ تعالیٰ تم سے آسانی کا ارادہ کرتا ہے، تنگی کا ارادہ نہیں کرتا۔''

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

مَا خُيِّرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ أَمْرَيْنِ إِلَّا اخْتَارَ أَيْسَرَهُمَا مَا لَمْ يَأْثَمْ .

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب بھی دو کاموں میں اختیار دیا گیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آسان تر کو ہی پسند فرمایا، جب تک کہ وہ گناہ کا کام نہ ہو۔''

(صحيح البخاري : 6786، صحيح مسلم : 2327)

(سوال): جمعہ والے دن کو خاص کر کے عمل کرنا کیسا ہے؟

(جواب): کسی عمل کو کسی دن کے ساتھ خاص کرنا اور اس پر مواظبت کرنا جائز نہیں، یہ شریعت کا وظیفہ ہے۔

(سوال): کچا لہسن اور پیاز وغیرہ کھا کر مسجد جانا کیسا ہے؟

(جواب): کچا لہسن، پیاز یا کوئی بھی بدبودار چیز کھا کر مسجد جانا جائز نہیں، یہ نمازیوں اور نماز میں حاضر ہونے والے فرشتوں کے لیے تکلیف دہ ہے۔

❁ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ أَكَلَ مِنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ، يُرِيدُ الثُّومَ، فَلَا يَغْشَانَا فِي مَسَاجِدِنَا .

''جس نے تھوم (لہسن) کے پودے میں کچھ بھی کھایا، وہ (نماز پڑھنے کے لیے) ہماری مسجد میں نہ آئے۔''

(صحيح البخاري : 854، صحيح مسلم : 564)

❁ صحیح مسلم کے الفاظ ہیں:

مَنْ أَكَلَ الْبَصَلَ وَالثُّومَ وَالْكُرَّاثَ فَلَا يَقْرَبَنَّ مَسْجِدَنَا، فَإِنَّ

الْمَلَائِكَةَ تَتَأَذّٰى مِمَّا يَتَأَذّٰى مِنْهُ بَنُو آدَمَ .

''جس نے پیاز، لہسن یا گیندنا (بدبودار سبزی) کھایا، وہ ہماری مسجد کے قریب نہ پھٹکے، کیونکہ جس چیز سے انسان اذیت محسوس کرتے ہیں، اس سے فرشتے بھی اذیت محسوس کرتے ہیں۔''

لہسن اور پیاز پکا کر کھایا جا سکتا ہے، اس سے بدبو ختم ہو جاتی ہے، پکا لہسن یا پیاز کھا کر مسجد جانا جائز ہے۔

(سوال): اگر منبر پر آیت سجدہ تلاوت کی، تو کیا نیچے اتر کر سجدہ تلاوت کیا جا سکتا ہے؟

(جواب): سجدہ تلاوت مستحب ہے، منبر پر آیت سجدہ تلاوہ کی، تو اگر خطیب سجدہ تلاوت کرنا چاہتا ہے، تو وہ نیچے اتر کر سکتا ہے اور اگر ترک کرنا چاہتا ہے، تو کوئی حرج نہیں۔

❀ ربیعہ بن عبداللہ بن ہدیر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

''سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے منبر پر سورت نحل کی تلاوت کی، جب آیت سجدہ پر پہنچے، تو منبر سے نیچے اترے اور سجدہ کیا، تو لوگوں نے بھی آپ کے ساتھ سجدہ کیا۔ آئندہ جمعہ پھر اسی سورت کی تلاوت کی، جب آیت سجدہ پر پہنچے، تو فرمایا: لوگو! ہمیں سجودِ تلاوت کا حکم نہیں دیا گیا، لہٰذا جس نے سجدہ کیا، اس نے اچھا کیا اور جس نے سجدہ نہیں کیا، اس پر کوئی گناہ نہیں۔ (اس دن) سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے سجدہ نہیں کیا۔'' (صحيح البخاري : 1077)

(سوال): جمعہ کے دن روزہ رکھنا کیسا ہے؟

(جواب): جمعہ کو خاص کر کے روزہ رکھنے سے منع کیا گیا ہے، البتہ یہ ممانعت استحبابی ہے، اگر کوئی صرف جمعہ کے دن کا روزہ رکھ لے، تو گناہ گار نہ ہوگا۔

سوال: اشیا میں اصل اباحت ہے یا حرمت؟

جواب: عبادات میں اصل حرمت ہے اور معاملات میں اصل اباحت ہے۔ کوئی عمل عبادت تب بنے گا، جب شریعت میں اس کا اذن ہو، ورنہ ممنوع وحرام ہوگا، اسی طرح معاملات میں کوئی چیز حرام یا مکروہ تب ہوگی، جب شریعت میں اس کی حرمت یا کراہت کا ذکر ہو، ورنہ وہ مباح اور جائز رہے گی۔

❁ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (۷۵۱ھ) لکھتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ کی عبادت اسی طریقے سے معتبر ہوگی، جو اس نے اپنے انبیا علیہم السلام کی زبانی بیان کر دیا ہے، کیونکہ عبادت بندوں کے ذمہ اللہ کا حق ہے اور اس کا حق (ادا کرنے کا طریقہ) وہی ہے، جو اس نے خود پسند اور مقرر کیا ہے، البتہ شروط و معاملات کو جب تک اللہ حرام قرار نہ دے، جائز ہوتے ہیں۔''

(إعلام المؤقعين :344/1)

سوال: جَزَى اللّٰهُ مُحَمَّدًا عَنَّا مَا هُوَ أَهْلُهٗ کہنے کی کیا فضیلت ہے؟

جواب: اس بارے میں کوئی فضیلت ثابت نہیں۔

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے منسوب ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جس نے ایک مرتبہ جَزَى اللّٰهُ مُحَمَّدًا عَنَّا مَا هُوَ أَهْلُهٗ کہا، تو ستر فرشتے ایک ہزار دنوں میں بھی اس کا اجر وثواب لکھنے سے قاصر ہیں۔''

(المُعجم الكبير للطّبراني : 11509)

روایت ضعیف و منکر ہے۔ ہانی بن متوکل اسکندرانی ضعیف ہے۔

(مَجمع الزّوائد للهيثمي : 163/10)